قصص قرآن کے مقاصد

(آخری قسط)

حسنین عباس گردیزی

انبیاء پر لطف الٰہی :

ان قصص کے ضمن میں اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء پر اپنی نعمتوں' رحمتوں اور الطافات کا تذکرہ بھی کیا ہے جس کا مقصد انبیاء اور اللہ کے درمیان گہرے رابطہ اور مضبوط اتصال کو واضح اور بیان کرنا ہے - جیسے حضرت سلیمان' حضرت داوُد' حضرت ابراہیم' حضرت مریم' حضرت عیسیٰ' حضرت یونس اور حضرت موسیٰ کی واستانوں میں اس پہلو پر روشنی ڈالی گئی ہے علاوہ ازیں اس کا ایک اور ہدف بھی ہے کہ معمولاً انبیاء علیھم السلام مختلف انواع واقسام کے مصائب و آلام میں مبتلا رہے ہیں اس سے سادہ ذہنوں میں کہیں یہ بات نہ آئے کہ اللہ تعالیٰ نے ان سے منہ موڑ لیا ہے یا ان سے ناراض ہے - خدا نے انبیاء پر اپنے انعامات اور تفضلات کو بیان کر کے واضح کر دیا ہے کہ وہ اُس کی توجہ اور لطف وعنایت کے مرکز ہیں-

اس نکتے کو معاصر محقق باقر الحکیم نے بھی بیان کیا ہے-(۳۸)

انبیاء اور صالح افراد کے ناموں اور کارناموں کو زندہ رکھنا :

اس بارے میں ایران کے معاصر عالم اپنی کتاب کے مقدمے میں لکھتے ہیں :

"قصص انبیاء کے بیان کرنے کا پانچواں مقصد یا فلسفہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان قصص کو بیان کر کے صالح اور نیک افراد کے نام اور کام کو محفوظ کر دیا ہے انہیں نیک اور پسندیدہ افعال سے یاد کیا ہے اور ان کے ناموں کو ان کے اچھے اثرات کے ساتھ تاابد باقی رکھا ہے اور حضرت ابراہیم کی زبانی فرمایا ہے :

وَ اجْعَل لِّي لِسَانَ صِدقٍ فِي الآخرِين (۳۹)

یہ اخلاق اور فضیلت کا درس اس لیے ہے تاکہ انسان اپنے آپ کو نیک اعمال اور پسندیدہ افعال اور معاشرے کی خدمت کے لیے آمادہ و تیار کرے"(۴۰)

مقصد یہ ہے کہ ایمان و عقیدے کی پاسداری اور حفاظت کرنے والوں' الٰہی اور انسانی اقدار کی حفاظت کرنے

والوں کی یاد اور ان کے ایثار و قربانی کے کارنامے زندہ رہیں اور رہتی دنیا تک ان کی یادیں تازہ رہیں مثال کے طور پر' اصحاب کہف' اصحاب رقیم' مومن آل فرعون' حضرت آسیہ اور حضرت مریم کے واقعات اور قصوں میں مذکورہ نکتہ زیادہ واضح ہو کر سامنے آتا ہے۔

تنزیہ انبیاء :

قرآن سے قبل آنے والی آسمانی کتابیں تحریف کا شکار ہو چکی تھیں ان کتب میں بالخصوص تورات میں انبیاء علیھم السلام کے حالات اور واقعات ذکر کیے گئے تھے ان کتب میں انبیاء کی سیرت و کردار کی جو تصویر پیش کی گئی تھی وہ مسخ شدہ اور تحریف شدہ تھی' طرح طرح کے ناروا الزامات اور تہمتیں انبیاء کی ذوات مقدس پر لگائی گئیں تھیں جو ان کی عصمت اور الٰہی نمائندے ہونے کے لحاظ سے ان کی شخصیت سے کسی طرح بھی سازگار نہیں تھیں۔ قرآن نے ان انبیاء ماسلف کی داستانوں اور حالات زندگی کو بیان کر کے ان تمام قسم کے خرافات الزامات اور تہمتوں سے ان کی شخصیات کو بری کیا ہے اور ان کے سیرت و کردار کی ایسی تصویر کشی کی ہے جو ان کی عصمت کے عین مطابق ہے اور ان کی شان رسالت سے سازگار اور ان کی حیثیت کے شایان شان ہے۔ ان کی سیرت و کردار کی جو عکاسی قرآن نے کی ہے اس سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ انسانی معاشروں کی اصلاح اور انسان کے انفرادی اور اجتماعی ارتقاء و کمال کے لیے ایسے آئیڈیل کرداروں کی ضرورت تھی ذیل میں بعنوان مثال حضرت لوط کا واقعہ قرآن میں جو ذکر ہوا ہے اس کا تورات سے موازنہ کرتے ہیں جس سے مذکورہ نکتہ مذید واضح ہو جائے گا۔

قوم لوط پر عذاب کی داستان

تورات کا بیان :

پھر خداوند ممرے کے بلوطوں میں اسے نظر آیا اور وہ دن کو گرمی کے وقت اپنے خیمے کے دروازے پر بیٹھا تھا اور اس نے اپنی آنکھیں اٹھا کر نگاہ کی دیکھا کہ تین مرد اس کے سامنے کھڑے ہیں۔۔۔ وہ ان کے استقبال کے لیے دوڑا اور زمین تک جھکا اور کہا کہ اے میرے خداوند اگر مجھ پر آپ نے کرم کی نظر کی ہے تو اپنے خادم کے پاس سے چلے نہ جانا' بلکہ تھوڑا سا پانی لایا جائے اور آپ اپنے پاؤں دھو کر اس درخت کے نیچے آرام کریں میں کچھ روٹی لاتا ہوں آپ تازہ دم ہو جائیں۔۔۔ انہوں نے کہا کہ جیسا تو نے کہا ہے ویسا ہی کر۔۔۔ پھر اس نے مکھن اور دودھ اور بچھڑے کو جو اس نے پکوایا تھا لیکر ان کے سامنے رکھا اور خود ان کے پاس درخت کے نیچے کھڑا ہو گیا یہاں تک کہ انہوں نے کھا لیا۔۔۔ تب اس نے کہا کہ میں پھر موسم بہار میں تیرے پاس آؤں گا اور دیکھ تیری بیوی سارہ کے ہاں بیٹا ہو گا۔۔۔ تب وہ مرد وہاں سے اٹھے اور انہوں نے سدوم (حضرت لوط کے شہر) کا رخ کیا اور ابرہام ان کو

رخصت کرنے کو ان کے ساتھ ہو لیا اور خداوند نے کہا کہ جو کچھ میں کرنے کو ہوں کیا اسے ابرہام سے پوشیدہ رکھوں ـــ پھر خداوند نے فرمایا چونکہ سدوم اور عمورہ کا شور بڑھ گیا ہے اور ان کا جرم نہایت سنگین ہو گیا ہے اس لیے اب جا کر دیکھوں گا کہ کیا انہوں نے سراسر ویسا ہی کیا ہے جیسا شور میرے کان تک پہنچا ہے اور اگر نہیں کیا تو معلوم کر لوں گا ـــ تو ابراہیم نے نزدیک جاکر کہا کیا تو نیک کو بد کے ساتھ ہلاک کرے گا ـــ تب اس نے کہا خداوند ناراض نہ ہو تو میں ایک بار اور کچھ عرض کروں - شاید وہاں دس آدمی راستباز ملیں - اس نے کہا میں دس کی خاطر بھی انہیں نیست و نابود نہیں کرونگا ـــ تب خداوند نے اپنی طرف سے سدوم اور عمورہ پر گندھک اور آگ آسمان سے برسائی ـــ اور لوط ضغر سے نکل کر پہاڑ پر جا بسا اور اس کی دونوں بیٹیاں اس کے ساتھ تھیں کیونکہ اسے ضغر میں بستے ڈر لگا اور وہ دونوں بیٹیوں کے ساتھ غار میں رہنے لگا - تب پہلوٹھی نے چھوٹی سے کہا کہ ہمارا باپ بڈھا ہے اور زمین پر کوئی مرد نہیں جو دنیا کے دستور کے مطابق ہمارے پاس آئے - آؤ ہم اپنے باپ کو شراب پلائیں اور اس سے ہم بستر ہوں تاکہ اپنے باپ کی نسل باقی رکھیں - سو انہوں نے اسی رات اپنے باپ کو شراب پلائی اور پہلوٹھی اندر گئی اور اپنے باپ سے ہم بستر ہوئی لیکن اسے پتہ نہ چلا کہ وہ کب لیٹی اور کب اٹھ گئی اور دوسرے روز یوں ہوا کہ پہلوٹھی نے چھوٹی سے کہا ـــ سو اس رات بھی انہوں نے اپنے باپ کو شراب پلائی اور چھوٹی گئی اور اس سے ہمبستر ہوئی لیکن اسے پتہ نہ چلا کہ وہ کب لیٹی اور کب اٹھ گئی - سو لوط کی دونوں بیٹیاں اپنے باپ سے حاملہ ہوئیں اور بڑی کے ایک بیٹا ہوا اور اس کا نام موآب رکھا وہی موآبیوں کا باپ ہے جو اب تک موجود ہیں اور چھوٹی کے بھی ایک بیٹا ہوا اور اس نے اس کا نام بن عمی رکھا وہی بنی عموں کا باپ ہے جو اب تک موجود ہیں - (۴۱)

قرآن کا بیان :

ہمارے بھیجے ہوئے بشارت لے کر ابراہیم کے پاس آئے اور سلام کہا اس نے سلام کا جواب دیا اور زیادہ دیر نہ لگی کہ وہ بھنا ہوا گوسالہ لے آیا جب اس نے دیکھا کہ ان کے ہاتھ اس کی طرف نہیں بڑھتے اور وہ اسے نہیں کھاتے تو انہیں اجنبی سمجھا اور دل میں خوف محسوس کیا۔ انہوں نے کہا : ڈریے نہیں ہم قوم لوط کی طرف بھیجے گئے ہیں ـــ

جب ابراہیم کا خوف جاتا رہا اور اسے بشارت مل گئی تو ہمارے ساتھ قوم لوط کے بارے میں جھگڑنے لگا کیونکہ ابراہیم بردبار اور خدا کی طرف بازگشت کرنے والا تھا۔ اے ابراہیم ! اس سے صرفِ نظر کر لے کہ تیرے پروردگار کا فرمان آ پہنچا ہے اور عذاب قطعی طور پر آئے گا اور وہ پلٹ نہیں سکتا۔

جب ہمارے رسول لوط کے پاس آئے تو وہ ان کے آنے سے رنجیدہ خاطر ہوا اور اس کا دل پریشان ہوا اور کہا کہ آج کا دن سخت ہے اور اس کی قوم جلدی سے اس کے پاس آئی اور وہ پہلے سے برے کام انجام دیتی تھی اس نے کہا :

اے میری قوم ! یہ میری بیٹیاں ہیں جو تمہارے لیے زیادہ پاکیزہ ہیں (ان سے ازدواج کرو) خدا سے ڈرو اور مجھے

میرے مہمانوں کے بارے میں رسوانہ کرو کیا تمہارے درمیان کوئی مرد رشید نہیں ہے۔
وہ کہنے لگے تو جانتا ہے کہ ہم تیری بیٹیوں کے لیے حق اور میلان نہیں رکھتے اور تو اچھی طرح جانتا ہے کہ ہم کیا چاہتے ہیں اس نے کہا اے کاش! میں تمہارے مقابلے میں طاقت رکھتا یا کوئی محکم سہارا اور مددگار مجھے میسر ہوتا۔

انہوں نے کہا۔ اے لوط! ہم تیرے پروردگار کے رسول ہیں وہ ہرگز تجھ پر دسترس حاصل نہ کرسکیں گے آدھی رات کو اپنے خاندان کے ساتھ شہر سے باہر چلا جا ہم تمہیں اور تمہارے گھر والوں کو بچالیں گے سوائے تمہاری بیوی کے کہ اسی عذاب میں مبتلا ہوگی جس میں یہ لوگ ہوں گے ان کی وعدہ گاہ صبح ہے جب ہمارا فرمان آپہنچا تو اس علاقے کو ہم نے تہ وبالا کردیا اور ان پر ہم نے سنگریزوں کی بارش کی۔ وہ پتھر جو تیرے پروردگار کے ہاں مخصوص تھے اور ایسا ہونا ستمگروں کے لیے بعید نہیں۔

ہم نے اس آبادی میں کھلی ہوئی نشانی ان لوگوں کے لیے چھوڑدی ہے جو عقل سے کام لیتے ہیں۔ (۴۲)

تورات کے قصے کا تجزیہ و تحلیل :

جیسا کہ ہم نے پڑھا تورات نے حضرت ابراہیم پر نازل ہونے والے فرشتوں، ان کا بشارت دینا اور قوم لوط کے عذاب سے آگاہ کرنا اور حضرت لوط کا آبادی سے نکلنے والے واقعات کو اپنی روش کے مطابق بہت ہی ناگوار اور بری شکل میں بیان کیا ہے۔ جو کسی طرح بھی مکاتب الٰہی کی روح اور سیرت انبیاء سے میل نہیں کھاتی۔ نتیجہ کے طور پر تورات کے قصے کے حوالے سے ان موارد کی طرف اشارہ کیا جاسکتا ہے :

۱) اللہ تعالیٰ کو دکھائی دینے والے جسم کی صورت میں بتایا گیا ہے۔ جو آسمان سے نازل ہوکر ابراہیم کی مہمانی پر آیا ہے ابراہیم اس کے پاؤں دھورہے ہیں اور وہ خداوند بھنا ہوا گوسالہ کھاتا ہے۔

۲) اللہ تعالیٰ کی طرف جہالت اور نادانی کی نسبت دی گئی ہے تورات کے مطابق خدا نے کہا: "اب جاکر دیکھوں گا کہ کیا انہوں نے سراسر ویسا ہی کیا جیسا شور میرے کانوں تک پہنچا ہے" عجیب بات ہے جب تک خدا قوم کے پاس جاکر نہ دیکھے اسے صورتحال کا علم نہیں ہوگا۔

۳) عذاب کے نازل ہونے کے بعد تورات بدترین جسارت کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ نبی حضرت لوط پر شراب خوری اور بدمستی کی تہمت لگاتی ہے اور پھر اپنی بیٹیوں سے زنا کی نسبت لگاتی ہے اور ان کی پاکیزہ بیٹیوں پر گناہ اور باپ کو شراب پلانے کے ناروا الزامات لگاتی ہے۔ کیا ایسا قبیح عمل جس کی نسبت تورات نے اللہ کے نبی کی طرف دی ہے' ایک عام آدمی سے بھی سرزد ہونے کا احتمال ہے؟

اس سے بھی عجیب یہ ہے کہ حضرت لوط کی نسل انہی نواسوں (حرام زادوں) سے آگے بڑھی ایک قبیلہ

''مؤابیان''اور دوسرا''بنی عمون''کا جد امجد ٹھہرا۔

قرآن کے بیان کا تجزیہ :

حضرت لوطؑ،حضرت ابراہیم پر سب سے پہلے ایمان لانے والے تھے(۴۳)
جو اپنے شہر کلان سے فلسطین کی طرف ہجرت کر گئے اور سدوم کے شہر میں رہائش پذیر ہوئے اور اپنی قوم جو بدکاریوں میں غرق تھی اور عمل لواط انجام دیتی تھی اس میں تبلیغ کے لیے مامور ہوئے جب حتی المقدور تبلیغ کر چکے اور مطلوبہ نتیجہ حاصل نہ ہوا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی قوم پر عذاب نازل کیا اور انہیں اور ان کے گھر والوں کو نجات دی سوائے ان کی بیوی کے۔

قرآن نے ان کا جو قصہ بیان کیا ہے اس سے یہ نکات سامنے آتے ہیں۔

۱) حضرت ابراہیم کی طرف بھیجے جانے والے ،اللہ تعالیٰ کے فرشتے تھے لہٰذا انہوں نے غذا نہیں کھائی۔

۲) انبیاء کا دامن ہر قسم کی آلودگیوں اور پلیدیوں سے پاک و پاکیزہ ہے ،اللہ تعالیٰ ہمیشہ ان کا مددگار رہا ہے اور مشکلات میں ان کی مدد کی ہے۔

۳) تمام امور کا خدا کو علم ہے وہ بندوں کے برے اعمال کا پورے طور پر عالم ہے انبیاء کی دعوت کو ٹھکرانے سے بھی آگاہ ہے اسی علم کی بنا پر وہ عذاب کا حکم دیتا ہے اور عذاب نازل کرتا ہے۔

مذکورہ بالا گفتگو سے واضح ہو گیا ہے کہ تورات اور قرآن کے قصوں میں کس قدر فرق ہے۔ قرآن اپنے قصوں میں توحید کا صحیح تصور پیش کرتا ہے نبوت کے مقام کا درست تعارف کراتا ہے اور انبیاء کی ذوات مقدسہ کو ہر قسم کے ناروا اور غیر مناسب افعال سے بری گردانتا ہے۔

اخلاقی اور تربیتی اہداف :

قرآن مجید کا اہم ترین ہدف انسان کو ایمان بالغیب اور قدرت الٰہی کی طرف متوجہ کرنا ہے اور ان چیزوں پر اس کے ایمان کو مضبوط کرنا ہے لہٰذا ان قصوں میں خوارق عادت اور انسانی دسترس سے باہر امور کا تذکرہ کیا گیا ہے مثال کے طور پر حضرت آدمؑ کی خلقت کا واقعہ ،حضرت عیسیٰؑ کی ولادت کا قصہ ،حضرت ابراہیمؑ کے چار پرندوں والا قصہ اور ایک نبیؑ کا تباہ و برباد اور اجڑی ہوئی بستی کے پاس سے گزرنے والا قصہ جو سورہ بقرہ کی آیت ۲۵۹ میں بیان ہوا ہے۔

أَوْ كَالَّذِي مَرَّ عَلَىٰ قَرْيَةٍ وَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلَىٰ عُرُوشِهَا
یا اس شخص کی مانند جو ایک گاؤں سے گزرا اور جس کے سارے عرش و فرش گر چکے تھے

یہ واقعہ معاد پر ایمان کو مستحکم کرتا ہے اور انسان کے دوبارہ اٹھنے کی حسی مثال ہے۔

انسانی کمال اور ہدف میں سب سے بڑی رکاوٹ اور مانع شیطان ہے جو انسان کا کھلم کھلا دشمن ہے۔ انسان سے اس کی عداوت ازل سے ہے وہ انسانی خلقت کی ابتداء سے اس سے حسد وکینے کی آگ میں جل رہا ہے اور یہ کیفیت ابد تک جاری رہے گی جیسا کہ قصہ آدم والبلیس میں اس کی وضاحت کی گئی ہے۔ وہ انسان کو راہ راست سے ہٹانے اور اسے اپنے پھندوں میں پھنسانے کے لیے ہر طرف سے اس کی گھات میں ہے ان قصوں میں انسان کی توجہ اس واضح ازلی اور بدترین دشمن کی طرف دلائی گئی ہے شک ہی نہیں کہ ان داستانوں کے ذریعے اس عداوت و دشمنی کو مجسم شکل میں بیان کر دیا گیا ہے جو یقینی کے لیے انتہائی موثر ہے۔

لہذا ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت آدم کا قصہ مختلف مقامات پر گوناگوں اسالیب میں بیان ہوا ہے بلکہ احتمال دیا جا سکتا ہے کہ قصہ آدمؑ کا اصلی ہدف یہی ہو۔

ان قصوں میں خیر وشر کا انجام بھی ذکر ہوا ہے جیسے حضرت آدمؑ کے بیٹوں کے واقعے میں بیان ہوا فرمایا گیا ہے

وَ اتْلُ عَلَيْهِم نَبَأَ ابْنَى آدَمَ بِالْحَقِّ اِذْقَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِن اَحَدِهِمَا وَ لَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِ قَالَ لَاَ قْتُلَنَّكَ قَالَ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ۔ (٤٤)

"اور پیغمبرؐ آپ انکو آدم کے دونوں فرزندوں کا سچا قصہ پڑھ کر سنائیے کہ جب دونوں نے قربانی دی اور ایک کی قربانی قبول ہو گئی اور دوسرے کی نہ ہوئی تو اس نے کہا کہ میں تجھے قتل کر دوں گا تو دوسرے نے جواب دیا کہ خدا صرف صاحبان تقویٰ کے اعمال قبول کرتا ہے۔"

یہ حقیقی واقعہ اس جنگ کے نمونے کے طور پر بیان کیا گیا جو ہمیشہ سے مردان پاکباز، صالح و مقبول بارگاہ خدا افراد اور آلودہ، منحرف، کینہ پرور، حاسد اور ہٹ دھرمی کرنے والوں کے درمیان جاری رہی ہے وہ لوگ کتنے پاکیزہ اور عظیم ہیں جنہوں نے ایسے برے لوگوں کے ہاتھوں جام شہادت نوش کیا۔

آخر کار یہ برے لوگ اپنے شرمناک اعمال کے انجام سے آگاہ ہو جاتے ہیں اور ان پر پردہ ڈالنے اور انہیں دفن کرنے کے درپے ہو جاتے ہیں اس موقع پر ان کی آرزوئیں ان کی مدد کو لپکتی ہیں۔ لیکن آخر کار انہیں خسارے، نقصان اور حسرت کے سوا کچھ نصیب نہیں ہوتا۔

اسی طرح سد مآرب، اصحاب اخدود، صاحبان دوباغ اور اس قسم کے دیگر قصے خیر اور برائی کے آخری انجام کو بیان کرتے ہیں۔

ان قصوں میں ایک اور پہلو جسے اجاگر کیا گیا ہے وہ الہی اور انسانی اقدار کی اہمیت اور قدر و قیمت ہے اور منفی اقدار کی

پستی اور بے وقعتی ہے۔ حضرت یوسف کی داستان میں ہم پڑھتے ہیں کہ انہوں نے کہا:

رَبِّ السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَیَّ مِمَّا یَدْعُوْنَنِیْ اِلَیْهِ (٤٥)

"میرے پالنے والے جس چیز کی دعوت یہ مجھے دے رہی ہیں اس کی نسبت مجھے قید خانہ زیادہ پسند ہے"۔

انبیاء ماسلف کی داستانیں نقل کرنے کا ایک اہم مقصد انسان کی اصلاح نفس اور خود سازی ہے اجتماعی سطح پر امت اسلام کی تہذیب اور تادیب بھی مقصود ہے کیونکہ انبیاء علیہم السلام کے سیرت و کردار اور حالات زندگی سے اخلاق حسنہ اور ملکات فاضلہ روشن ہوتے ہیں ثواب و عقاب، نیکی و گناہ، اچھائی و برائی، خیر و شر اور حلال و حرام کے مفاہیم واضح ہوتے ہیں۔ انسان ان اعلی نمونوں کو دیکھ کر ان کی زندگیوں کو اپنے لیے آئیڈیل قرار دے سکتے ہیں اور اپنی زندگی کی راہوں کو انبیاء کے نقوش پر متعین کر سکتا ہے اور اپنے نفس کی اصلاح کر کے سعادت ابدی کے مقام کو حاصل کر سکتا ہے

قصص قرآن کے بیان کرنے کا اہم اور آخری مقصد انسانوں کے لیے سبق آموز، عبرت آمیز اور وعظ و نصیحت پر مبنی نمونے ذکر کرنا ہے تاکہ لوگ ان واقعات سے درس عبرت لیں، گذشتہ اقوام اور امتوں کے حالات سے سبق سیکھیں اور مجرموں کے انجام سے نصیحت حاصل کریں جو کام انہوں نے انجام دیئے اور جو رویے حق اور انبیاء کی دعوت کے مقابلے پر انہوں نے اختیار کیے انہیں وہ سرانجام نہ دیں تاکہ ان جیسی ہلاکت و نابودی سے بچ جائیں اسی طرح وہ انبیاء اور مومنین کے انجام خیر سے آگاہ ہوں اور ان کے کردار اور عمل کو اپنا کر ان جیسی دنیا و آخرت کی سعادت کو پالیں۔

قرآن نے خود قصص کے اس پہلو کو صراحت سے بیان کیا ہے۔ چنانچہ حضرت یوسف کے قصے کی ابتداء میں فرمادیا۔

لَقَدْ كَانَ فِیْ یُوْسُفَ وَ اِخْوَتِهٖۤ اٰیٰتٌ لِّلسَّآئِلِیْنَ (٤٦)

یوسف اور ان کے بھائیوں (کے واقعے) میں سوال کرنے والوں کے لیے (ہدایت کی) نشانیاں ہیں۔

پھر اسی قصے کے آخر میں کلی طور پر فرمایا:

لَقَدْ كَانَ فِیْ قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ

ان لوگوں کے واقعات میں عقلمندوں کے لیے عبرت (نصیحت) ہے۔

اسی آیت کے آخر میں فرمایا:

وَ هُدًى وَّ رَحْمَةً لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ (٤٧)

ایمان لانے والوں کے لیے ہدایت اور رحمت ہے۔

حواشی

(۳۸) حکیم، محمد باقر، علوم القرآن، ص-۳۶۳

(۳۹) شعراء-۸۴ (آئندہ آنے والی نسلوں میں میراذکر باقی رکھ)

(۴۰) حسین اصفہانی، عمادالدین، مترجم حسین عمادزادہ، قصص انبیاء از آدم تا خاتم: ج-۱، ص-۳۰

(۴۱) کتاب مقدس، سفر پیدائش، باب ۱۸-۱۹، آیت-۳۰

(۴۲) ہود-۶۹-۸۳، عنکبوت، ۲۶-۳۵، ذاریات-۲۴-۲۳

(۴۳) عنکبوت-۲۶

(۴۴) مائدہ-۲۷

(۴۵) یوسف-۳۳

(۴۶) یوسف-۷

(۴۷) یوسف-۱۱۱

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا!

"راہ قرآن کو پاکیزہ کرو۔ پوچھا گیا:

اے اللہ کے رسولؐ راہ قرآن کیا ہے؟

فرمایا: تمہارے منہ ہیں۔ سوال کیا گیا: کس چیز کے ساتھ (پاکیزہ کریں)؟

فرمایا: مسواک کے ساتھ"

(میزان الحکمۃ ج ۸ ص ۸۶،۸۵)